۱۱/۱/۱۱ ھ
۱۹ ــــ ھ

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

۸۰/۲۸۷-۲۸۹

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں

① مثل اول کے بعد اور مثل ثانی سے پہلے امام صاحب کے قول کے مطابق "نماز ظہر" اور صاحبین کے قول کے مطابق "نماز عصر" پڑھنا سفر میں (عام ہے کہ حالت سیر ہو یا حالت قرار) کیسا ہے؟ اسی طرح نیز شفق احمر کے بعد امام صاحب کے قول کے مطابق نماز مغرب اور شوافع کے قول کے مطابق شفق احمر کے بعد شفق ابیض سے قبل نماز عشاء ادا کرنا سفر میں کیسا ہے؟

② زید کہتا ہے کہ سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتیں پڑھنا ثابت ہی نہیں ہے اس لیے سفر میں حالت سیر ہو یا قرار سنتیں پڑھنا مسنون نہیں بلکہ ان کو سنت کہنا ہی ٹھیک نہیں چہ جائیکہ ان کو مسنون کہا جائے انھیں نفل کہا جائے اور ان پر نفل کا ہی ثواب ہوگا۔ کیا ایسا ہی ہے؟

③ جس مسجد میں ۱۰-۱۲ ہزار کا مجمع نماز پڑھتا ہو وہاں نماز مغرب غروب آفتاب سے ۱۵-۲۰ منٹ تک مؤخر کرنا کیسا ہے؟ تاکہ مجمع وضو وغیرہ سے اچھی طرح فارغ ہو کر نماز میں شریک ہو جائے۔

محمد راشد ڈسکوی
۵ محرم ۱۴۲۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

۱- واضح رہے کہ حنفیہ کے نزدیک صرف مقام عرفہ میں ظہر وعصر کو اور مقام مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو موسم حج میں بعض شرائط کے ساتھ بطور جمع حقیقی پڑھنا جائز ہے، اس کے علاوہ دو فرض نمازوں کو ایک ہی وقت میں بطور جمع حقیقی پڑھنا جائز نہیں، خواہ سفر میں ہو یا حضر میں،

لہذا ظہر کو مثل اول کے بعد اور عصر کو مثل ثانی میں، اور مغرب وعشاء کو شفق ابیض میں جمع کرنا درست نہ ہوگا۔

البتہ اگر سفر میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو مستحب وقت میں پڑھنا مشکل ہو تو جمع صوری کی گنجائش ہے، کہ ظہر کو اس کے آخری وقت میں اور عصر کو اس کے

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

بالکل ابتدائی وقت میں، اسی طرح مغرب کو اس کے آخری وقت میں اور عشاء کو اس کے بالکل ابتدائی وقت میں پڑھا جائے۔

۲۔ سفر میں حالت قرار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتیں پڑھنا ثابت ہے، زید کا قول درست نہیں۔

نیز زید کا یہ کہنا "کہ، بلکہ ان کو سنت کہنا ٹھیک نہیں" انتہائی جہالت کا مظاہرہ ہے۔

في التنوير وشرحه: "(ولا جمع بين فرضين في وقت بعذر) سفر ومطر، خلافا للشافعي، وما رواه محمول على الجمع فعلا، لا وقتا، (فإن جمع فسد لو قدم) الفرض على وقته (وحرم لو عكس) أي أخره عنه (وإن صح) بطريق القضاء (إلا لحاج بعرفة ومزدلفة) كما سيجيء."

(شامی: کتاب الصلاۃ: ۲/ ۵۵-۵۷، حقانیہ)

في إعلاء السنن: عن ابن عمر رضي الله عنهما، قال: صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم في الحضر والسفر، فصليت معه في الحضر الظهر أربعا وبعدها ركعتين، وصليت معه في السفر الظهر ركعتين وبعدها ركعتين...

عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تدعوا ركعتي الفجر ولو طردتكم الخيل...

في شرحه: قوله: عن البراء وعن ابن عمر الخ دلالتهما على أداء الرواتب في السفر ظاهرة، وأما ما روى الترمذي ... فهو محمول على حالة العجلة والسير، وحديث الباب عن ابن عمر محمول على حال القيام والاطمينان أو الفعل محمول على العزيمة والترك على الرخصة...

قلت: والأظهر عندي ما نقله الترمذي عن الأكثر، ولكن التأكد لا يبقى في السفر للراتبة مطلقا غير سنة الفجر، كما يفيده اختلاف العلماء في فعلها وتركها، واختلاف الآثار عن النبي صلى الله عليه وسلم، فتبقى الرواتب في السفر سنة غير مؤكدة، و لا تلحق بالتطوع المطلق كما زعمه ابن القيم، وسيأتي كلامنا معه، و أما ركعتا الفجر مؤكدة سفرا وحضرا جميعا، كما سيأتي.

(أبواب الصلاة المسافر: باب التطوع في السفر: ۷/ ۲۸۸، ۲۸۹، إدارة القرآن)

(جاری ہے)

ويأتي المسافر بالسنن إن كان في حال أمن وقرار، وإلا بأن كان في خوف وفرار، لا يأتي بها هو المختار؛ لأنه ترك لعذر.

(شامی: کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر: ۲/۲۷، ط: حقانیۃ)

۳۔ جس مسجد میں دس، بیس ہزار کا مجمع نماز پڑھتا ہو، وہاں اسی پیمانے پر وضوء کا بندوبست بھی ہوتا ہوگا، لہذا مجمع کو پہلے سے وضوء کر کے اچھی طرح فارغ ہوکر نماز میں وقت پر شریک ہونا چاہیے، پندرہ، بیس منٹ تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

ويستحب تعجيل صلاة المغرب صيفا وشتاء، ولا يفصل بين الأذان والإقامة فيه إلا بقدر ثلاث آيات أو جلسة خفيفة؛ لصلاة جبريل (عليه السلام) بالنبي (صلى الله عليه وسلم) بأول الوقت في اليومين، وقال عليه السلام: "إن أمتي لن يزالوا بخير ما لم يؤخروا المغرب إلى اشتباك النجوم" مضاهاة لليهود فكان تأخيرها مكروها إلا في يوم غيم وإلا من عذر سفر أو مرض وحضور مائدة والتأخير قليلا لا يكره وتقدم المغرب ثم الجنازة، ثم لسنة المغرب ... حتى يتيقن المغرب.

(حاشیۃ الطحطاوی: کتاب الصلاۃ، ص ۱۸۳، ۱۸۴، ط: قدیمی)

وتأويل حديث إمامة جبريل (عليه السلام) أنه أراد بيان وقت استحباب الأداء وبه نقول، أنه يكره تأخير المغرب بعد غروب الشمس إلا بقدر ما يستبرأ فيه الغروب.

(المبسوط: باب مواقيت الصلاة، ۱/۲۹۲، الغفارية) فقط.

والله تعالى أعلم بالصواب

كتبه: ابرار حسين قاضي

المتخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية كراتشي

۱۸/ ۱/ ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح

۱۴۲۹/۱/۱۹ھ

الجواب صحيح

۱۴۲۹/۱/۲۱ھ

جامعہ فاروقیہ دار الافتاء